نوعِ انسانی کو فائدہ پہنچانے کا سب سے بڑا طریق یہ ہے کہ اپنی ذات میں خدا کی محبت کے کرشمے دکھائے جائیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ / جون ۱۹۸۹ء بمقام یونیورسٹی آف میری لینڈ امریکہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

مذاہب اور Cult میں ایک نمایاں فرق ہے لیکن پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو آگے بڑھاؤں میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ انگریزی میں ترجمے کا انتظام ہے یا نہیں۔

مذاہب میں اور Cults میں ایک نمایاں فرق ہے۔ آجکل مغربی دنیا میں کلٹس بہت متعارف ہیں اور کچھ سال پہلے تو Cults فیشن بنی ہوئی تھی اور یہی فرق ہے جو مذاہب اور کلٹس میں ہے کہ کلٹس فیشن کی حیثیت رکھا کرتی ہیں اور مذاہب مستقل قدریں ہوتے ہیں۔ مذاہب آ کر ٹھہر جایا کرتے ہیں اور آئندہ نسلوں میں منتقل ہوتے ہیں۔ کلٹس آ کر گزر جانے والی چیزیں ہیں جو اپنی قدروں کو آئندہ نسلوں میں منتقل نہیں کیا کرتیں۔

پس یہاں امریکہ ہی میں کچھ سال پہلے مختلف قسم کی کلٹس آئیں اور چند سالوں میں بہت شہرت پا گئیں۔ لکھوکھہا امریکیوں نے بعض دفعہ چمٹے ہاتھوں میں پکڑ لئے اور چمٹے بجانے ہی کو دین سمجھنے لگے، بعض دفعہ انہوں نے بال بڑھا لئے اور سکھ بننے میں ایک روحانی لذت محسوس کی۔ غرض یہ کہ بہت سی Cults جو باہر کی دنیا سے تعلق رکھتی تھیں یعنی مشرقی دنیا سے یا مغربی دنیا سے وہ یہاں آتی رہیں اور کچھ کمائیاں کر کے خواب کی طرح مٹ جاتی رہیں اور کوئی مستقل تعبیریں پیچھے نہیں چھوڑ گئیں۔

اس کے مقابل پر مذاہب جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک سنجیدہ خدمت کے لئے دنیا میں قائم کئے جاتے ہیں۔ یہ دو لفظ سنجیدہ اور خدمت ان دونوں کا مذاہب کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور اسی لئے ان میں وزن پایا جاتا ہے۔ یہ دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ آ کے ٹھہر جائیں اور اس پہلو سے ان میں اتنا وزن ہوتا ہے کہ بسا اوقات مذاہب کی قدریں گزر بھی جائیں تب بھی وہ دنیا میں باقی رہ جاتے ہیں۔ اسی لئے ان کو قرآن کریم نے اس آیت میں ایک موسلا دھار بارش کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان فرمایا۔ فرمایا اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ......فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (الرعد:۱۸) کہ دیکھو خدا تعالیٰ بعض دفعہ موسلا دھار بارشیں برساتا ہے جو ایسی غیر معمولی بارشیں ہوتی ہیں کہ ان کے نتیجے میں وادیاں بھر جاتی ہیں اور جب وادیاں بھرتی ہیں تو ان پانیوں پر جن سے وادیاں بھرتی ہیں آپ جھاگ بھی دیکھتے ہیں اور کثرت سے جھاگ تیرتی ہوئی ہر طرف دکھائی دیتی ہے۔ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ لیکن جھاگ جو ہے وہ بالآخر سوکھ کر مٹ جایا کرتی ہے اور وہ چیزیں جو بنی نوع انسان کے فوائد کی ہیں وہ زمین میں بیٹھ جاتی ہیں۔ پس ہر سیلاب کے بعد آپ یہی نظارہ دیکھتے ہیں کہ سیلابوں کے ساتھ جھاگیں بھی اُٹھتی ہیں جو چند دن نظر آتی ہیں جبکہ زمین میں بیٹھنے والی چیزیں دکھائی نہیں دیتیں۔ ان میں نمائش نہیں پائی جاتی۔ جھاگ سب سے زیادہ انسان کی نظر کو پہلے پکڑتی ہے کیونکہ وہ سطح پر تیرتی ہے اس میں ایک نمائش کا پہلو پایا جاتا ہے لیکن چند دن کے بعد جھاگ کا وجود تو نہیں رہتا لیکن وہ سیلاب کا پانی اپنے پیچھے بعض قیمتی چیزیں بعض اجزاء، بعض نمکیات، بعض اور بہت سی مٹی کی ایسی قسمیں پیچھے چھوڑ جاتا ہے جو ان علاقوں کی ذرخیزی پر غیر معمولی اثر ڈالتی ہیں۔ چنانچہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ سیلابوں کے بعد ان علاقوں کی مٹی بہت ذرخیز ہو جاتی ہے۔

اس پہلو سے جب میں نے غور کیا کہ امریکہ جیسے ملک میں جہاں جماعت احمدیہ کو آئے ہوئے ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے اور اس دوران بہت سی کلٹس (Cults) آئیں اور چلی بھی گئیں۔ بعض ایسے وقت بھی آئے کہ جب لوگوں نے متوجہ کیا دیکھو احمدیت کو آئے ہوئے تو اتنی مدت ہو گئی اور ابھی گنتی کے چند امریکن احمدیت میں شامل ہوئے ہیں جبکہ دیکھتے دیکھتے لکھو کھہا سکھ بنے، دیکھتے

دیکھتے ہری کرشنا والوں کو بہت شہرت حاصل ہوئی، مونہیز آئے اور اسی طرح دوسری کلٹس بھی کہ Let us join hands and die آؤ ہاتھوں میں ہاتھ دے کر خودکشی کر لیں اس قسم کی کلٹس (Cults) بھی آئیں اور بظاہر بڑی مقبول ہوئیں لیکن واقعۃً بظاہر مقبول ہوئیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ان کی کیفیت جھاگ کی سی تھی اور آئندہ بھی کلٹس کی حیثیت جھاگ ہی کی رہے گی۔ وہ نظر کے سامنے نمایاں طور پر آتی ہیں اور ہلکی ہونے کی وجہ سے ان کے اندر نہ فائدہ ہے، نہ وزن ہے، نہ سنجیدگی ہے، نہ بنی نوع انسان کے لئے فوائد ہیں۔ وہ آتی ہیں اور مٹ جایا کرتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی میری توجہ اس آیت کے اس حصے کی طرف بھی منتقل ہوئی وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ ؕ کہ اگر تم واقعۃً دنیا میں قائم رہنا چاہتے ہو اور ہمیشگی اختیار کرنا چاہتے ہو تو تمہارے اندر بنی نوع انسان کے لئے فوائد ہونے چاہئیں۔ اس پہلو سے جب میں نے مزید غور کیا تو مجھے یہ حقیقت بھی سمجھ آ گئی کہ کیوں بسا اوقات جماعت امریکہ کے بعض حصوں میں پھیلی اور پھر جلدی ختم ہو گئی؟ وہ جھاگ کی طرح تو نہیں لیکن پھر بھی جو قرآن کریم نے یہ صفت بیان فرمائی ہے مذاہب کی کہ وہ ٹھہر جایا کرتے ہیں اور وقتی جوش اور وبال کے بعد مٹ نہیں جایا کرتے۔ یہ صفت احمدیت کے اوپر امریکہ کے بعض حصوں میں اطلاق نہیں پاتی۔ یہ فکر تھی جس کے نتیجے میں سوچتے سوچتے میرا مضمون اس آیت کی طرف منتقل ہوا اور میں نے جب غور کیا تو مجھے یہ راز سمجھ آیا کہ یہاں جب تک جماعتوں میں بنی نوع انسان کے فوائد کی صفات کو اُبھارا نہ جائے اور خصوصیت کے ساتھ ان کی طرف توجہ نہ دی جائے یہاں جماعتوں کا استقلال پکڑنا کوئی آسان کام نہیں ہوگا اور جب آپ اس نقطہ نگاہ سے وسیع جائزہ لیتے ہیں تو آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ واقعۃً بنیادی کمزوری یہی ہے۔ جہاں بھی دنیا میں جماعتیں بنی نوع انسان کے فوائد کے کام کرتی ہیں اور بنی نوع انسان کے فوائد ان کے ساتھ وابستہ ہو جایا کرتے ہیں وہاں جماعتیں آ کر گزر جانے والی ہواؤں کی طرح نہیں ہوا کرتیں بلکہ ان پانیوں کی طرح جو اپنے پیچھے غیر معمولی وزنی اقدار چھوڑ جایا کرتے ہیں وہ وہاں مستقل طور پر قیام پذیر ہو جایا کرتی ہیں، وہ وہاں جڑیں پکڑ جاتی ہیں۔

پس اس مضمون کے ساتھ ہی افریقہ کی جماعتوں کی طرف میری توجہ مبذول ہوئی اور میں نے دیکھا کہ واقعۃً افریقہ میں بھی بہت سی تبدیلیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں اور ہوائیں چلتی ہیں کبھی مشرق

سے مغرب کو کبھی مغرب سے مشرق کو، مذاہب کی طرف توجہ بھی ہوتی ہے، مذاہب سے توجہ ہٹ بھی جایا کرتی ہے لیکن جماعت احمدیہ کا جہاں تک تعلق ہے مسلسل وقت کے گزرنے کے ساتھ جماعت زیادہ مضبوط ہوتی چلی گئی ہے اور زیادہ مضبوط ہوتی چلی جارہی ہے اور جماعت کے پاؤں زیادہ گہرے جمتے چلے جارہے ہیں لیکن انہی حصوں میں جہاں بنی نوع انسان کے فوائد ان سے وابستہ ہیں، جہاں بنی نوع انسان کے نظر آنے والے فوائد ان سے وابستہ نہیں ہیں وہاں ایسی مضبوطی کی کیفیت دکھائی نہیں دیتی۔ چنانچہ مغربی افریقہ میں جہاں جہاں سکولز ہیں، ہسپتال ہیں، اس کے علاوہ جماعت میں خدمت کا جذبہ پایا جاتا ہے، بنی نوع انسان کی خدمت کے جذبے کی روح جماعت میں زندہ ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کوئی انقلاب بھی جماعت کے اوپر بُرا اثر نہیں ڈالتا۔ حکومتیں آتی ہیں چلی جاتی ہیں، بعض دفعہ جمہوری حکومتیں قائم ہوتی ہیں، بعض دفعہ فوجی حکومتیں قائم ہوتی ہیں اور بعض دفعہ بڑے خطرناک قسم کے بھی انقلاب آتے ہیں۔ وہ دوسری چیزوں پر اثر انداز ہو جاتے ہیں مگر جماعت پر اثر انداز نہیں ہوتے۔

چنانچہ اب جو صد سالہ جوبلی کے سلسلے میں وہاں مختلف ممالک میں اُن کے بڑے بڑے لوگوں نے یعنی دنیا کے نقطہ نظر سے بڑے لوگوں نے حکومت کے نمائندوں نے وزراء نے، بڑے بڑے چیفس نے جماعتی تقریبات میں حصہ لیا اُن کی جو رپورٹیں مجھ تک پہنچتی ہیں ان میں یہ بات سب سے نمایاں نکلی کہ ہر مقرر نے اس بات پر زور دیا کہ یہ جماعت بنی نوع انسان کے فائدے کی جماعت ہے اور بعض نے اپنے بچپن کے واقعات بتائے کہ ہماری یادیں جماعت کے ساتھ اس وقت سے وابستہ ہیں جب ہم نے ان کے مبلغین کو یہ نیک کام کرتے دیکھا، ان کے اساتذہ کو اس طرح محنت کر کے ہمارے بچوں کو پڑھاتے دیکھا اور ان کے ڈاکٹروں کو اتنی قربانی کر کے ہمارے بیماروں کو شفاء دیتے دیکھا اور یہ جو فوائد ہیں ان فوائد کے ذکر میں ان کی نگاہیں روحانی فوائد پر بھی پڑنے لگی ہیں اور یہ جو دنیاوی فوائد ہیں اس کے نتیجے میں ان کی نظر زیادہ گہرا اُتر کر جماعت کی روحانی حیثیت پر بھی پڑنے لگی ہے۔ چنانچہ کثرت سے اس بات کا بھی افریقہ میں اقرار کیا گیا کہ باوجود اس کے کہ ظاہری طور پر ان کے ہسپتال دوسرے ہسپتالوں کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے، باوجود اس کے کہ دنیا کے جو جدید ترین آلات ہیں جراحی کے یا دوسرے خون وغیرہ کے امتحان لینے کے وہ ان

کے پاس موجود نہیں تھے بلکہ بعض اوقات عملاً کوئی بھی ایسی چیز نہیں تھی جو جان بچانے کے لئے ضروری ہو۔ایسے حالات میں بھی جبکہ مریض کو میز پر لٹا کر آپریشن کرنا اُس کی جان لینے کے مترادف سمجھا جانا چاہئے ، نہ بجلی ہے، نہ روشنی ، نہ Sterilize کرنے یعنی جراثیم سے پاک کرنے کے لئے ضروری آلات مہیا ہیں،ضروری سامان مہیا ہیں اور بتی جلائی اور وہاں ڈاکٹر نے اس کا پیٹ چاک کرنا شروع کر دیا اور Anti Biotics بھی پوری موجود نہیں تھی لیکن ایسے علاقے ہیں جہاں ہزار ہا آپریشن ہوئے لیکن کوئی جان ضائع نہیں گئی اور اتنی شہرت ہوئی ایسے ڈاکٹروں کی کہ ان کی شہرت کے نتیجے میں بڑے بڑے امریکن ہسپتال اور یورپین ہسپتالوں کو چھوڑ کر لوگ دور دور سے ان ہسپتالوں میں آنے لگے۔تو یہ اقرار بھی اب عام ہونے لگا ہے۔ پہلے دبی زبان میں ہوا کرتا تھا اب کھلی زبانوں میں کھلی محافل میں بھی یہ اقرار ہونے لگا ہے کہ ان لوگوں کی دعاؤں میں بھی برکت ہے، ان کی توجہ میں بھی برکت ہے، ان کی روحانیت جسمانی شفاء کا موجب بھی بن جاتی ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ نگاہیں جو ظاہری فوائد پر پڑ کر وہیں ٹھہر جایا کرتی تھیں اب وہ ان سے پرے سرایت کر کے روحانی فوائد کو بھی دیکھنے کے قابل بن چکی ہیں۔

لیکن مضمون وہی ہے جب تک آپ بنی نوع انسان کے لئے مفید نہیں بنیں گے آپ کے بقاء کی کوئی صورت نہیں ہے۔ممکن ہے کہ وقتی طور پر ایک علاقے میں احمدیت پھیل جائے لیکن جو دنیا کا قانون ہے وہ ضرور اپنا اثر دکھائے گا۔ان کی بقاء کی یہی صورت ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔اگر وہ اس پر قائم نہ رہے تو نتیجۃً وہ نہیں تو ان کی نسلیں ان سے ہٹ کر واپس اسی ماحول میں جذب ہو جائیں گی جس ماحول سے آپ لوگ یعنی پہلی نسلیں آئے تھے۔ یہ وہ خطرہ ہے جو پہلے بھی درپیش تھا اور بارہا اس خطرے نے مقابلۃً اس زمانے سے آئندہ نسلوں کو بہت شدید نقصان پہنچایا۔ یہ وہ خطرہ ہے جو اب بھی درپیش ہے اور اس کے لئے جماعت کو باشعور طور پر ضرور کچھ کوشش کرنی ہو گی۔ یہ درست ہے کہ اس علاقے میں جہاں تک فوائد کا تعلق ہے یہ لوگ جن میں باہر سے آنے والے پاکستانی آباد ہیں یا افریقن امریکن جن میں سے زیادہ تر خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوئے ہیں وہ آباد ہیں اُن کے مالی وسائل خواہ وہ پاکستانی ہوں جو امریکہ میں آباد ہوئے یا جو افریقن ہوں جو امریکن افریقن کہلاتے ہیں دونوں کے مالی وسائل کے مقابل پر سوسائٹی بہت ہی زیادہ امیر ہے

اور حکومت کی دولت کا تو اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی نسبت نہیں ہے نہ ان کی تعداد کے مقابل پر نہ ان کی دولت کے مقابل پر ہم کسی شمار میں آسکتے ہیں۔

اس لئے ظاہری خدمت اگر کرنی ہے تو کیسے کی جاسکتی ہے؟ یہ ایک بہت اہم سوال ہے اور یہی وہ سوال ہے جس پر آپ کو غور کرنا چاہئے۔ خدمت کے بہت سے راستے نکل سکتے ہیں اور باشعور جماعتیں جو زندہ ہوں ان کی زندگی کی طاقت دراصل وہ طاقت ہے جو بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا کرتی ہے۔ ظاہری دولت اور ظاہری تعداد ضروری نہیں۔ **جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ زندگی کی علامتیں بخشی ہیں اور وہ زندگی کی علامتیں ہی ہیں جو بنی نوع انسان کے فوائد میں استعمال میں لائی جاسکتی ہیں۔** مثلاً وقار عمل کی جو روح جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے وہ آج دنیا کی بڑی سے بڑی آزاد قوموں کو بھی نصیب نہیں ہے، بڑی سے بڑی ترقی یافتہ قوموں کو بھی نصیب نہیں ہے۔ میں پہلے انگلستان کے متعلق باتیں بیان کیا کرتا تھا کہ خدا کے فضل سے وقار عمل کی بڑی روح ہے۔ کینیڈا آیا تو وہاں بھی یہی نظارہ دیکھا، امریکہ آیا تو وہاں بھی یہی نظارہ دیکھا۔ کوئی ایک جماعت نہیں جہاں میں ٹھہرا ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقار عمل کے لحاظ سے نمایاں اور دل پر غیر معمولی اثر کرنے والی خدمات کو میں نے آنکھوں سے نہ دیکھا ہو۔

پس یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے فضل سے وہ زندگی کی علامتوں کا جہاں تک تعلق ہے وہ امریکہ کی جماعت میں بھی بھرپور طور پر موجود ہیں۔ مالی قربانی کا یہاں بیان کا موقع نہیں وہ بھی زندگی کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے لیکن اس کے علاوہ بنی نوع انسان کی خدمت بھی تو وقار عمل کی ایک شکل ہے۔ مثلاً اندھوں تک پہنچنا اور ان کی سوسائٹی سے رابطے پیدا کرنے اور ان کی خدمت کرنا بہت سے ایسے گرے پڑے لوگ ہیں یہاں جو دولت میں رہتے ہوئے بھی بھوکے ہیں۔ لکھوکھہا ایسے آدمی ہیں جو بے گھر ہیں، بہت سے ایسے لوگ ہیں جو تنہا ہیں اُن کو سوسائٹی نے چھوڑ دیا ہے، بہت سے بوڑھے ہیں جن کی اپنی اولادیں ان سے قطع تعلق کر چکی ہیں۔ اسی طرح بہت سے نوجوان ہیں جن کو اپنے ماں باپ کا پیار نصیب نہیں ہے اور جو لوگ ان سوسائٹیوں سے احمدی ہوتے ہیں وہ جب خط لکھتے ہیں تو ان سے مجھے یہ ساری باتیں معلوم ہوتی ہیں کہ بعض افریقن احمدیوں میں سے ان افریقن امریکنز میں سے احمدی ہوئے تو انہوں نے مجھے لکھا کہ یہ میرے حالات ہیں۔ بعض دفعہ

بڑے دردناک حالات ہوتے ہیں۔ایک نوجوان ہے جو بچپن سے بے سہارا رہا ہے اور اس سے کسی ایفروامریکن نے یعنی ہمارے رنگ دار بھائی نے جو امریکن ہیں پیار کا سلوک کیا، اسی سلوک سے متاثر ہو کر وہ احمدیت کی طرف مائل ہوا اور احمدیت قبول کی پھر مجھے خط لکھا کہ یہ میرے حالات ہیں۔ تو جہاں تک دکھوں کا تعلق ہے وہ تو دنیا کی امیر ترین سوسائٹی میں بھی موجود ہیں۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ بعض پہلوؤں سے امیر سوسائٹی میں دُکھ زیادہ ہیں صرف ٹٹولنے کی بات ہے۔ بہت سے ایسے دوست آپ کو چلتے پھرتے نظر آئیں گے جو بظاہر خوش ہوں گے اور رقص وسرود کے عادی یا شراب کے دھنی لیکن جب آپ ان کو ٹٹول کر دیکھیں گے تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ ان کے سینے مختلف قسم کے غموں اور فکروں سے چھلنی ہوئے ہوئے ہیں۔ پس بنی نوع انسان کے فوائد کے معاملے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ فائدہ پہنچانے والی قوم اس قوم سے امیر ہو جس کو فائدہ پہنچایا جارہا ہے بلکہ وہ خواص جو زندہ مذاہب کے نتیجے میں انسانوں کو عطا ہوتے ہیں وہ خواص ہی اپنی ذات میں فوائد کا سرچشمہ بن جایا کرتے ہیں۔اسی لئے قرآن کریم نے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے غلاموں کے متعلق فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:۱۱۱) کہ اے امت محمدیہ! تم جب سے دنیا میں امتیں پیدا کی گئی ہیں اس وقت سے ہمیشہ کے تمام زمانوں کو شامل کر کے تم بنی نوع انسان کے لئے بہترین امت ہو جو نکالی گئی ہو۔ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ نے اس مضمون کو حل کر دیا کہ کیوں بہترین ہو۔فرمایا اس لئے کہ تم ان کے فائدے کے لئے ہو۔

اب جس زمانے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اس زمانے میں تو اسلام کو کوئی دنیا کی دولت نصیب نہیں تھی۔ اس زمانے میں بعض مسلمان جو مسجد سے وابستہ تھے اصحاب الصفہؐ کہلاتے تھے ان میں سے بعض کو کئی کئی وقت کے فاقے پڑا کرتے تھے اور بالعموم مسلمان غریب تھے تو اس آیت نے یہ ہمیں دکھا دیا کہ بنی نوع انسان کے فوائد کا جہاں تک تعلق ہے اس کا دولت سے تعلق نہیں ہے بلکہ ایک رجحان سے تعلق ہے اور آگے جو مثال دی وہ بھی عظیم الشان مثال ہے اس میں بھی کسی دولت کی ضرورت نہیں۔ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:۱۱۱) کہ سب سے بڑا بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کا طریق یہ ہے کہ ان کو نیک باتوں کی نصیحت کرو اور بُری باتوں سے روکو۔اب اس میں کون سے پیسے لگتے ہیں۔ پس سوسائٹی جو دکھوں سے بھری ہو اور جہاں

بد عادات پیدا ہو رہی ہوں۔ جہاں معاشرے بگڑ رہے ہوں اور اس حد تک بگڑ رہے ہوں کہ ان کی آئندہ نسلوں کے لئے بقاء کا سوال پیدا ہو جائے کہ وہ زندہ بھی رہیں گی کہ نہیں ایسی صورت میں جماعت احمدیہ کے لئے روپے پیسے کا انتظار کرنا کہ روپیہ پیسہ ہو تو ہم خدمت کریں نہایت بیوقوفوں والی بات ہوگی۔ آپ کے پاس روحانی دولت موجود ہے، آپ کے پاس وہ اخلاقی اقدار موجود ہیں۔ جہاں تک کچھ خدمت کا یعنی مادی خدمت کا تعلق ہے اس کی ایک دو مثالیں میں نے دی ہیں وہ بھی کی جاسکتی ہیں لیکن اس کے علاوہ جو بڑی خدمتیں قرآن کریم ہمارے سپرد کرتا ہے اگر ان خدمتوں میں لگ جائیں تو آپ پر لازماً اس آیت کا اطلاق ہوگا کہ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ کہ دیکھو خبردار وہ لوگ وہ قومیں یا وہ افراد یا وہ چیزیں جو بنی نوع انسان کے لئے فوائد رکھتی ہیں وہ باقی رہا کرتی ہیں ان کو خدا تعالیٰ مٹنے نہیں دیا کرتا۔ پس جہاں تک سیلاب کے نظارے کا تعلق ہے وہ تو ایک قدرتی خودرو چلنے والا ایک نظارہ ہے۔ جہاں تک مذہبی جماعتوں کا تعلق ہے اس میں ایک اور عنصر بھی داخل ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید کا عنصر ہے اور اس کے وعدے کا عنصر ہے۔

پس جہاں جہاں جماعتیں موجود ہیں اگر وہ یہی پروگرام بنائیں کہ اپنے معاشرے کی تکلیفوں کا جائزہ لینے کے بعد، ان کی بدعادات کا جائزہ لینے کے بعد، ان کے خلاف ایک جہاد شروع کریں اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ان کو پہلے احمدی بنائیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ مذہب اختیار کر لیں خواہ اسلام ہو یا غیر اسلامی مذہب ہو۔ یہاں قرآن کریم اس قسم کی کوئی تفریق نہیں کرتا۔ قرآن کریم صرف یہ ایک تقاضا کرتا ہے کہ اگر تم خیر امت بننا چاہتے ہو، اگر تم اپنے بہتر ہونے کے مضمون کو ثابت کرنا چاہتے ہو اور اس سے استفادہ کرنا چاہتے ہو تو یہ کام تو ضرور تم کر سکتے ہو اور وہ فوراً شروع کر دو کہ ماحول پر نظر رکھتے ہوئے ان کی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش شروع کردو اور ان کے اندر خوبیاں پیدا کرنے کے لئے ایک جہاد کرو۔ اب یہ ایسا عظیم الشان مضمون ہے بظاہر سادہ اور بے خرچ لیکن بہت ہی گہرا اور بہت ہی عظیم الشان مضمون ہے اور ایسے ملکوں میں جیسے امریکہ ہے یا برازیل اور مغربی ممالک ہیں جماعت کی بقاء کے لئے بہت ہی زیادہ ضروری ہے۔ وہ شخص جو غیروں کو نصیحت کرتا ہے اس کا غیروں میں جذب ہو کر ضائع ہونے کا کوئی احتمال نہیں رہا کرتا۔ اگر بچہ بھی

نصیحت کرنی شروع کر دے تو اس کا نصیحت کرنا ہی اس کے لئے حفاظت کا سامان پیدا کر دیا کرتا ہے اور اگر ایک باقاعدہ منصوبے کے مطابق ہر جماعت میں جو امریکہ میں موجود ہے نصیحت کے گروہ بنائے جائیں، بدیوں سے روکنے کے گروہ بنائے جائیں، چھوٹے بچوں کو بھی اس میں ملوث کیا جائے جو سکول میں ہیں وہ سکول کے ان بچوں کے لئے نصیحت کے پیغام دیں جو بیچارے معصومیت میں ڈرگ اڈکشن Drug Addiction کے جال میں پھنستے چلے جاتے ہیں اور طرح طرح کی برائیاں سکھانے کے لئے باقاعدہ یہاں مافیا قائم ہیں۔ بہت بڑے بڑے دولت کے شکنجے ہیں جن کے اندر بدیاں سکھانے کی تربیت دی جاتی ہے اور پھر ان شکنجوں میں آ کر تو کوئی انسان باہر نکل نہیں سکتا۔ ان سب باتوں پر نظر رکھتے ہوئے حکمت اور عقل کے ساتھ اگر اس معاشرے کو جو یہاں آپ دیکھتے ہیں بظاہر خوبصورت اور چمکدار اس کے اندر چھپے ہوئے دکھوں کو دور کرنے کی آپ کوشش کریں گے تو یقیناً آپ خدا کے نزدیک ان قوموں میں شمار ہوں گے جن کو خدا کی تقدیر لازماً دنیا میں باقی رکھا کرتی ہے۔ پھر یہ نظارے، یہ دردناک نظارے دیکھنے میں نہیں آئیں گے کہ بعض جگہ جماعتیں قائم ہوئیں اور کچھ عرصے کے بعد اگر وہ پیچھے نہیں ہٹے تو ان کی اگلی نسلیں پیچھے ہٹ گئی ہیں۔ اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ نصیحت کے معاملے میں بدیوں سے روکنا اور اچھی بات کی تلقین کرنا اس میں تمام امریکہ کی جماعتیں غیر معمولی جدوجہد کے ساتھ، منصوبے کے تحت کام کریں۔ دوسرا پہلو ظاہری فوائد کا یہ ہے یعنی ظاہری فوائد کی دوسری قسم، دوسری تو نہیں کہنا چاہئے چند قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ یہاں جتنے بھی گروہ نیک کاموں میں ویسے مصروف ہیں ان سے رابطے پیدا کریں اور ان سے تعلقات بڑھا کر ان کی خدمت میں اپنے آپ کو اپنے نام پیش کریں اور پھر باقاعدہ جماعتی نظام کے تابع ان کی خدمت کریں۔ ہر قسم کے ایسے خدمت کرنے والے گروہ یہاں قائم ہیں جو منظّم طور پر کام کرتے ہیں اور اگر ان کو روپے کی ضرورت پیش آتی ہے تو ان کے لئے وہ روپیہ مہیا کرنے والے بھی موجود ہیں۔ اس کے لئے آپ کو اپنی جیب سے کچھ خرچ نہیں کرنا پڑے گا۔ ان گروہوں سے رابطے پیدا کرنے اور ان کو منظّم کارکن مہیا کرنے یہ ایک بہت گہرا اثر رکھنے والا کام ہے جس کے نتیجے میں دل بھی جیتے جاتے ہیں اور کام کرنے والوں کے اندر بھی اپنی عظمت کا احساس بیدار ہوتا ہے اور وہ نیکیوں پر پھر مستقل طور پر قائم ہو جایا کرتے ہیں۔ اس ضمن میں میں نے کینیڈا میں دیکھا وہاں جماعت نے

تعلقات کے دائرے بڑھائے ہیں اور مختلف لوگوں کی مختلف رنگ میں خدمتیں شروع کی ہیں۔ چنانچہ وہاں جو دعوت دی گئی مجھ سے ملاقات کروانے کی خاطر جس کو آپ Reception کہتے ہیں تو وہاں جن کو دعوت دی تھی شاذ ہی کوئی ایسا تھا جو نہ آیا ہو اور جو بھی آیا اس نے جب مجھ سے ملاقات کی اس بات کا ضرور ذکر کیا کہ احمدی بہت اچھے لوگ ہیں۔ ان میں بڑا خدمت کا جذبہ ہے اور بے لوث خدمت کرنے والے ہیں۔ پس وہ معمولی سی خدمت جس میں یقیناً کوئی مالی قربانی شامل نہیں تھی بلکہ محض کوئی چند کام کسی کے کر دینے، کسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور اپنی خدمات پیش کرنا، اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوں گی۔ اس کا بھی اتنا گہرا اثر تھا کہ بعض بڑے بڑے آدمیوں نے مجھے بتایا کہ ہم تو جماعت کا کردار دیکھ کر حیران رہ گئے ہیں۔ اس قسم کے لوگ یہاں دوسری دنیا میں ملتے نہیں ہیں۔ ہمیں بالکل عجیب جماعت لگی ہے یہ۔

اس مضمون سے متعلق کچھ اور باتیں میں انشاء اللہ بعد میں آپ کے سامنے رکھوں گا مگر میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ جماعت جو بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانا چاہتی ہو قرآن کریم کے بیان کردہ اصولوں کے تابع اس کو ضرور مواقع مل جاتے ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ امریکہ جیسے عظیم الشان ملک میں جو تمام دنیا کو روٹی کھلا رہا ہے اور تمام دنیا کی روپے پیسے سے اور ہتھیاروں سے مدد کر رہا ہے یہ چھوٹی سی غریب جماعت کیا خدمت کر سکتی ہے؟ بہت بڑا فرق ہے ان خدمتوں کا جو سیاسی حکومتیں کیا کرتی ہیں اور ان خدمتوں کا جو بنی نوع انسان کے فوائد کی خاطر مذہبی جماعتیں کیا کرتی ہیں۔ سیاسی خدمتوں میں ہمیشہ کچھ بندھن کچھ الجھنیں ہوتی ہیں، کچھ ذاتی مقاصد ہوتے ہیں ان قوموں کے جو خدمتوں کا مزاج بگاڑ دیا کرتے ہیں لیکن وہ قومیں جو مذہبی جذبے سے مامور ہو کر خدمت کرتی ہیں وہ اللہ کی رضا کی خاطر خدمت کرتی ہیں۔ ایک اعلیٰ پیغام کو پھیلانے کی خاطر خدمت کرتی ہیں اور خدمت کرنے والوں کے ذاتی مفادات اس میں کوئی وابستہ نہیں ہوا کرتے۔ پس ان چیزوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور خدمت ایسی ہے جو ایکدم ظاہری طور پر تو نظر نہیں آتی لیکن وہ لطافت کے آخری درجے پر ہے اس لئے تیسرے حصے پر میں اُس کا ذکر کرتا ہوں۔ میں نے بیان کیا کہ کچھ ظاہری خدمتیں ہیں جو نظر کو دکھائی دیتی ہیں، جو بدن کو محسوس ہوتی ہیں کہ غریبوں کے پاس

پہنچنا، ان کی ہمدردی کرنا، کسی بھوکے کو روٹی کھلا دینا، کسی معذور کے لئے بیساکھی مہیا کر دینا، کسی تھکے ہوئے نڈھال اکیلے انسان کے لئے رفاقت مہیا کرنا، اس کے پاس بیٹھ کر اس سے پیار کی باتیں کرنا یہ ساری خدمتیں وہ ہیں جو پہلے درجے کی خدمتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔

پھر دوسری خدمت وہ ہے جو اعلیٰ اخلاق کے ذریعے پیغامات کے ذریعے کی جاتی ہے نیکی کی نصیحتوں کے ذریعے بدیوں سے روکنے کے ذریعے، وہ خدمت ظاہری شکل تو کوئی نہیں رکھتی لیکن ایک انسان کے اعلیٰ کردار کو دوسروں تک منتقل کرنے میں ممد ثابت ہوتی ہے اور اس خدمت کا بھی بڑا نیک اثر پڑتا ہے۔ تیسری خدمت وہ ہے جو دعا کے ذریعے کی جاتی ہے اور یہ وہ خدمت ہے جو اجتماعی طور پر ہی نہیں انفرادی طور پر بھی ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر کسی احمدی کی روحانی زندگی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی اور اس کے بغیر ذاتی طور پر آپ کے ماحول میں بسنے والے اردگرد کے لوگ یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ آپ خدا والے ہیں۔ پس سب سے زیادہ اس خدمت کو پیش نظر رکھنا چاہئے جس کا میں سب سے آخر پر ذکر کر رہا ہوں۔

میرا وسیع تجربہ ہے کہ ہمیشہ وہی لوگ تبلیغوں میں بھی کامیاب ہوتے ہیں اور انہی کی نسلوں کی خاص طور پر حفاظت کی جاتی ہے جو دعا گو ہوں اور سچی ہمدردی سے اپنی دعاؤں کا فیض دوسروں کو پہنچائیں۔ یہ وہ فیض ہے جو دوسری دنیا میں کسی میدان میں آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔ اس لئے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ **ہر قسم کی نیکیوں کے میدانوں میں آپ کو دوسری دنیا بھی دکھائی دے گی۔ وہاں ان کے ساتھ آپ کا مقابلہ ہے لیکن تعلق باللہ کا اللہ سے محبت اور پیار اور دعائیں کر کے اس کے فضلوں کو جذب کرنے کا میدان کھلا پڑا ہے آپ کے لئے۔ گویا یہ آپ ہی کا میدان رہ گیا ہے۔ اس میں کھل کر دوڑیں اور خوب خدا تعالیٰ کی محبت کے جلوے دیکھیں اور دوسروں کو دکھائیں۔** یہ وہ حصہ ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ مغربی دنیا میں بسنے والے خصوصاً امریکہ میں بسنے والے احمدیوں کی حفاظت کے لئے اور ان کی نسلوں کی حفاظت کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔

وہ ماں باپ جو خدا کے نام پر اپنے ایک پُرانے دوسرے مذہب کو چھوڑ کر ایک نئے مذہب میں داخل ہوئے ہوں اور ان کے اندر ایسی نمایاں تبدیلی پیدا نہ ہوئی ہو کہ وہ محسوس کریں کہ پہلے وہ

بے خدا تھے اب باخدا ہو گئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ یقیناً ایک خطرناک علامت ہے اور نظام جماعت کو نگران رہنا چاہئے اور ذاتی طور پر ہر شخص میں دلچسپی لینی چاہئے۔ جب بھی کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے یا مسلمانوں میں سے احمدیت میں داخل ہوتا ہے اُس کی ذاتی نگرانی کا جماعتی انتظام ہونا چاہئے اور بڑی باریک نظر سے یہ مطالعہ کرنا چاہئے کہ اس کے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں یا نہیں جو اسے باخدا بناتی ہیں مثلاً اس کی دعائیں مقبول ہو رہی ہیں یا نہیں، اللہ تعالیٰ سے پیار اور محبت میں وہ ترقی کر رہا ہے یا نہیں اور اس محبت کے مقبولیت کی علامتیں دیکھ رہا ہے کہ نہیں۔ اس پہلو سے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے میرا وسیع تجربہ ہے کہ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کے ساتھ اس حد تک تعلق قائم ہو جائے کہ وہ اس تعلق کے ذریعے غیروں کو فائدے پہنچانے لگیں ان پر اس آیت کا اطلاق سب سے زیادہ ہوتا ہے وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ اور تمام مذہبی تاریخ، تمام نبوت کی تاریخ اس بات پر گواہ کھڑی ہے۔ انبیاء جب دنیا میں پیغام لے کر آتے ہیں تو ان کے ساتھ بظاہر کوئی ظاہری فائدہ بھی قوم کو میسر نہیں آتا۔ کچھ بھی ان کی ذات سے وابستہ نہیں ہوتا بلکہ وہ جب آتے ہیں وہ تو ایسے پیغام دیتے ہیں کہ جو دولت مند تھے وہ فقیر ہو جایا کرتے ہیں، ان کے اموال لوٹ لئے جاتے ہیں، جو گھر والے تھے وہ بے گھر ہو جایا کرتے ہیں، جو وطن رکھتے تھے وہ بے وطن ہو جایا کرتے ہیں، ان کی عزتیں لوٹ لی جاتی ہیں، ان کے ساتھ قوم ایسا ظلم کا سلوک کرتی ہے کہ گویا ساری زندگی کی کمائیاں خواہ وہ عزت کی کمائیاں ہوں یا مقام اور مرتبے کی دوسری کمائیاں ہوں یا دولتیں ہوں یا گھر ہوں بعض دفعہ سب سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے تو دیکھئے بظاہر ایک ایسا شخص آیا جس نے بجائے اس کے کہ آپ کو عظیم الشان فوائد پہنچاتا آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ بھی آپ کے پاس نہ رہنے دیا۔ اگرچہ براہ راست ایسا نہ کیا لیکن اس کے پیغام نے وہی کام کر دکھایا گویا اس نے آپ سے سب کچھ چھین لیا۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے پاس ایک مرتبہ ایک معزز صحابی حاضر ہوئے جو ماحول کے مظالم اور ذلت آمیز سلوک سے تنگ آ گئے تھے۔ عرب لوگ بڑے باغیرت تھے اور عرب سردار تو غیرت رکھنے میں حد اعتدال سے بھی آگے بڑھ چکے ہوتے تھے اور عربوں میں یہ کہانیاں، ایسی نظمیں، ایسے اشعار عام معروف تھے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو ایک معمولی سی بے عزتی کے نتیجے میں اپنے اپنے خاندان کو خوفناک جنگوں میں جھونک دیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ نسلاً بعد نسلٍ

سینکڑوں سال تک ایک چھوٹی سی بے عزتی کا بدلہ اُتارنے کے لئے وہ فخر سے کہا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے دنیا کے مفادات کو اس آگ میں جھونک دیا اور کچھ بھی پرواہ نہ کی اور امر واقعہ یہ ہے کہ معمولی معمولی باتوں پر قبائل میں ایسی جنگیں چھڑیں جو دو دو سو سال تک جاری رہیں۔ وہ قبائل جو غیر معمولی عظمت رکھتے تھے وہ مٹتے مٹتے صفحہ ہستی سے مٹنے کے کنارے تک پہنچ گئے لیکن اس جھوٹی غیرت نے پھر بھی چین نہ لیا اور اس کی پیاس نہ بجھی۔ ان قوموں سے وہ صحابہ آئے تھے جن کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے صبر سکھایا تھا، جن کو راضی برضا رہنا سکھا دیا تھا، جن کو بتایا گیا تھا کہ خدا کی عزت کے سوا اور کوئی عزت نہیں ہے اور خدا کے نام پر صبر کرنے سے بہتر اور کوئی عظمت نہیں ہے جو انسان حاصل کرسکتا ہے۔ بہرحال ان کے اپنے ایک پس منظر کے نتیجے میں کسی کا پیمانہ بعض دفعہ لبریز بھی ہو جایا کرتا تھا۔ پس اس صحابی کا پیمانہ بھی لبریز ہوا اور اس نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم تو بڑے معزز ہوا کرتے تھے اور ایسے قوم میں معزز تھے کہ کسی کی مجال نہیں تھی کہ میلی آنکھ سے ہمیں دیکھے آج آپ کو قبول کرنے کے بعد دنیا کے ذلیل ترین لونڈے، گلیوں کے بچے ہم پر آوازیں کستے ہیں، ہم پر پتھر اُٹھاتے ہیں، ہمیں ذلیل و رسوا کرتے ہیں۔ ایک سال نہیں، دو سال نہیں سال پر سال گزرتے چلے جارہے ہیں اور اس حالت کو ہم برداشت کرتے چلے رہے ہیں آخر کب تک ایسا کریں گے؟ کیوں ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم اپنے انتقام کے لئے اپنی تلوار اٹھائیں اور اس کے نتیجے میں جو کچھ ہم پر گزرتی ہے اسے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں گے ہم۔ یہ جب آنحضرت ﷺ نے بات سُنی تو حضور اکرم ﷺ کا چہرہ جوش سے تمتمانے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو تم سے پہلے ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے خدا کے نام پر ہر قسم کی بے عزتیاں برداشت کیں، ہر قسم کے دکھ اُٹھائے۔ یہاں تک کہ ان میں ایسے بھی تھے جن کی کھالوں کو لوہوں کے آنکڑوں سے جس طرح کنگھی کی جاتی ہے بالوں پہ اس طرح لوہے کے کنگوں سے ان کی جلدیں نوچی گئیں۔ یہاں تک کہ ان کے بدن ننگے ہو گئے اور پھر ان کے گوشت نوچے گئے یہاں تک کہ ہڈیاں دکھائی دینے لگیں لیکن انہوں نے اُف نہیں کی اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ان میں ایسے بھی تھے جن کو بعض درختوں سے باندھ کر ان کے سر پر آرے چلائے گئے اور سر سے لے کر نیچے تک دو نیم کر دیا گیا جس طرح شاخیں دو کاٹی جاتی ہیں، جس طرح لکڑیاں کاٹی جاتی ہیں لیکن انہوں نے کامل صبر کے

ساتھ اور کامل رضا کے ساتھ ان تکلیفوں کو برداشت کیا صرف اس لئے کہ وہ خدا کو راضی کرنا چاہتے تھے اور خدا کی خاطر سب کچھ چھوڑ بیٹھے تھے۔ وہ ایسے لوگ تھے۔ جب اُس صحابی نے یہ بات سُنی آنحضرت ﷺ کے دل کی یہ کیفیت دیکھی تو شرمندگی کے ساتھ اور پشیمانی کے ساتھ بالکل پانی ہو گئے، بے اختیار ہو گئے اور اس کے بعد پھر کبھی کسی صحابی کے منہ سے آنحضرت ﷺ نے کوئی شکوہ نہیں سُنا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اے محمد مصطفیٰ ! کے غلاموں بظاہر تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہے لیکن تم خیر امت ہو۔ اس دنیا ہی کی نہیں، صرف عربوں کی نہیں بلکہ اردگرد کی تمام دنیا کی اس ساری دنیا کی بھلائیاں تم سے وابستہ کی جا چکی ہیں اور آئندہ آنے والی نسلوں کی بھلائیاں بھی تم سے وابستہ کی جا چکی ہیں۔ اُن بھلائیوں کا راز دراصل ان کے تعلق باللہ میں تھا اور تعلق باللہ ہی تھا جو سب سے زیادہ بنی نوع انسان کے فوائد کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا کو عطا کیا گیا تھا۔ یعنی تعلق باللہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کے دل میں تھا لیکن وہ تعلق پھیلا، نور ایسا تھا جو ایک سینے میں رہنے والا نہیں تھا دوسرے سینوں میں منتقل ہوا اور آخری مقصد یہ تھا کہ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے۔

پس دیکھئے کہ جب رسول دنیا میں آتے ہیں تو ان کے آغاز میں کسی قسم کی دنیاوی شوکت یا برتری ان کو نہیں ملا کرتی۔ ایک رسول تنہا دنیا میں آتا ہے ساری دنیا اس کی مخالفت کرتی ہے اور وہ بنی نوع انسان کے فوائد کے لئے سب سے زیادہ اہم وجود ہوا کرتا ہے اپنے زمانے میں۔ **پس وہ کونسی چیز ہے اُس رسول میں جس سے بنی نوع انسان کے فوائد وابستہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اس کا تعلق باللہ ہے، وہ اللہ سے اُس کا پیار ہے، اللہ سے اس کی محبت ہے اور اس کے جواب میں اس کی دعاؤں کی مقبولیت ہے۔**

پس یہ تیسری چیز ہر دوسری چیز سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اگر نئے ہونے والے احمدیوں کو یا جو پرانے احمدی ہیں ان کو بھی اور جو بچے احمدیوں میں پیدا ہو رہے ہیں ان کو بھی اس نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے کہ کتنے ان میں سے ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق قائم کر لیا ہے اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اگر اس پہلو سے جائزہ لیا جائے اور تربیت کا انتظام کیا جائے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مغربی دنیا میں اور امریکہ میں بسنے والوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اُن کو اس ملک

سے گھبرا کر بھاگنے کی ضرورت نہیں، ان کو اس فکر کی ضرورت نہیں کہ ہماری نسلوں کا کیا بنے گا؟ ظاہری تعلیم وتربیت کا انتظام نہ بھی ہو۔ اکیلا بھی ایسا شخص ایک بہت بڑے شہر میں بستا ہو جو برائیوں کی آماجگاہ بن چکا ہو تب بھی اگر خدا کا تعلق اُس کو حاصل ہے تو اس نے ضرور فتح یاب ہونا ہے۔ اس کی نسلوں کو دنیا میں کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ پھر میرا ذہن حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ ہی طرف منتقل ہوتا ہے۔ آپ نے ایسی ہی دنیا میں تو قدم رکھا تھا جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: ۴۲) یعنی فساد ایسا غالب آچکا ہے کہ نہ اس نے خشکی کو چھوڑا نہ تری کو چھوڑا، ہر قسم کے لوگ خواہ وہ مذہبی تھے یا غیر مذہبی تھے فساد سے مغلوب ہو چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اس فساد سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ وہ فساد جس نے ساری دنیا کو مغلوب کر لیا تھا اس فساد کو مغلوب کرنے کے لئے ایک رسول بھیجا گیا وہ تنہا تھا اور اس وقت اس کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا سوائے خدا کی محبت کے۔ پس یہی وہ زندگی کا نسخہ ہے جو پہلے کامیاب ہوا تھا اور آج بھی کامیاب ہوگا۔ اس نسخے کے سوا اور کوئی نسخہ کامیاب ہو نہیں سکتا اس لئے جماعت امریکہ کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس شخص کو یہ ذاتی تجربہ ہو کہ خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے اُس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے وہ اپنے فیض کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا کرتا۔ میں ان لوگوں کی بات نہیں کر رہا جو دکھاوے کی خاطر یہ بتانے کے لئے کہ مجھ سے اللہ کا تعلق ہے بڑھ بڑھ کر مجالس میں یہ باتیں کرتے ہیں کہ اس طرح خدا مجھ سے سلوک کرتا ہے۔ میں اُن لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو جانتے ہیں کہ خدا کا اُن سے تعلق ہے اس حد تک کہ وہ ذرہ نوازی فرماتے ہوئے ان سے پیار کا سلوک کرتا ہے جب اُن کی نظر کسی دکھی پر پڑتی ہے تو خواہ اس کو بتائیں یا نہ بتائیں بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے اور پھر ایسے لوگوں کی خوشبو ماحول میں پھیلنے لگتی ہے خود بخود۔ کہتے ہیں مُشک کی خوشبو چھپائے چھپتی نہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ مُشک تو وہ ہوتا ہے جو خود بخود اپنی بو پھیلاتا ہے بجائے اس کے کہ عطار بتائے اس میں خوشبو ہوتی ہے۔ تو وہ لوگ جو خدا کی محبت سے معطر ہو چکے ہوتے ہیں، جو خدا کی رضا کے عطر سے ممسوح ہو چکے ہوتے ہیں اُن کی خوشبو خود بخود پھیلتی ہے۔ وہ چھپائیں تب بھی پھیلتی ہے۔ وہ نہ دکھانا چاہیں تب بھی لوگوں کو نظر آتی ہے اور پھر لوگ ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، لوگ ان سے کہتے ہیں کہ ہمارے لئے بھی کچھ کرو، ہمارے

لئے بھی دعا کرو، ہمارے لئے بھی چارہ جوئی کرواوران کے خدا کے تعلق کے نشانات دیکھ کر پھر کثرت کے ساتھ ان کا حلقہ وسیع ہونے لگتا ہے اور لوگ ان کی طرف مائل ہوتے ہوتے ان کے مذہب کو قبول کرتے ہیں۔

تبلیغ کا بھی سب سے بڑا اور سب سے مؤثر یہی ذریعہ ہے۔ انبیاء کی قبولیت کا راز اسی بات میں ہے۔ اسی وجہ سے جب بھی کوئی کہتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں لوگ کہتے ہیں کہ معجزہ دکھاؤ۔ دلیل پہلے نہیں مانگا کرتے پہلے معجزہ مانگتے ہیں کیونکہ ہر انسان کے دل میں یہ بات جاگزین ہے کہ جو خدا کی طرف سے ہے اس کے ساتھ خدا کی تائید کے نشان ہونے چاہئیں۔ پس آپ نے بھی تو اس دنیا میں یہی دعویٰ کرنا ہے اور یہی آپ کا دعویٰ ہے۔ اگر یہ دعویٰ نہیں تو پھر احمدیت کا یہاں پھیلانا ایک بالکل بے کار اور بے معنی کوشش ہوگی کیونکہ پیسے آپ نے ان سے مانگنے کوئی نہیں، آپ کا اس مصیبت میں مبتلا ہونا پھر کیا فائدہ رکھتا ہے؟ آپ ہری کرشنا والوں کی طرح کے تو نہیں کہ چمٹے بجائیں اور ان سے پیسے وصول کر کے محلات کھڑے کریں۔ آپ نے تو اپنے پاس سے پیسے دے کر ان کے اوپر خرچ کرنے ہیں۔ کیا مقصد ہے، کیوں کرنے ہیں؟ اگر خدا کا تعلق نہیں ہے، اگر خدا کے ساتھ آپ کو محبت نہیں ہے اور خدا آپ سے پیار نہیں کرتا تو آپ کیوں ایسا کام کریں گے؟ پس اگر ایسے کام نہیں ہورہے تو اس کے پیچھے ایک پس منظر میں ایک تکلیف دہ منظر بھی تو دکھائی دیتا ہے۔ اگر کسی جماعت میں یہ آثار دکھائی نہ دیتے ہوں تو میری نظر سطح پہ نہیں ٹھہرتی بلکہ میں پرلی طرف جھانک کر دیکھتا ہوں اور میں اس بارے میں سخت بے چین ہو جاتا ہوں کہ خدا کے تعلق میں کمی کیوں ہے؟ کیوں ابھی تک وہ اس خدا سے آشنا نہیں ہوئے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میرا بس چلے تو ڈھنڈورے پیٹوں دنیا میں، دفیں بجاؤں اور اس بلند آواز سے دنیا میں منادی کروں کہ لوگوں کے کان پھٹ جائیں کہ دیکھو تمہارا ایک خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات اس خدا سے وابستہ ہیں۔ وہی ہماری بہشت ہے۔ پس بنی نوع انسان کو اگر آپ فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں تو فائدے کی آخری شکل جس سے بلند تر فائدہ کوئی متصور نہیں ہوسکتا وہ ان کو اپنے خدا میں شریک کرنا ہے۔ خدا کا تو کوئی شریک نہیں لیکن خدا کے بندے اپنے خدا میں دوسروں کو شریک کرتے چلے جاتے ہیں اور محض اپنے لئے نہیں رکھا کرتے؟ یہ علم خدا کی ایک ایسی دولت ہے جس کے ساتھ ساری دنیا کو

بھی شریک کر لیں تو وہ دولت ختم نہیں ہوسکتی۔ یہ علم ان کو اس بات سے بے نیاز کر دیتا ہے کہ اس دولت میں اور شریک ہوں گے تو میرا کیا بنے گا؟ **بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ دولت ایسی ہے جس میں اگر آپ دوسروں کو شریک کریں گے تو آپ کی دولت بڑھے گی۔ وہی لوگ خدا سے زیادہ محبت پاتے ہیں، وہی لوگ خدا کی نظر میں بلند تر مراتب حاصل کرتے چلے جاتے ہیں جو خدا کے تصور کو دوسروں میں پھیلاتے ہیں اور خدا کی دولت کو دوسروں میں بانٹتے ہیں۔** پس اپنی دولت بڑھانے کا بھی تو یہاں یہ طریق ہے کہ اپنی دولت بانٹی جائے۔

یہ وہ روحانی نظام ہے جس کو سمجھ کر، جس کو جاری کر کے حقیقت میں امریکہ میں احمدیت کامیاب ہوسکتی ہے ورنہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔ اتنا خطرناک ملک ہے، یہاں کی فضاء زہریلی ہے، یہاں لوگ ظاہری Pollution کی باتیں کرتے ہیں وہ بھی بہت ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمسایہ ملک بھی امریکہ کی ظاہری پولوشن سے بڑے سخت نالاں ہو چکے ہیں اور یہ شکوے وہاں سے اب کھلی آواز میں سنائی دینے لگے ہیں کہ امریکہ جو انڈسٹری کے ذریعے فضا میں سلفر کا تیزاب پھیلاتا ہے وہ ہمارے ملک میں زہر کی بارش بن کے برستا ہے۔ پس یہ تو ایک نظر آنے والی بیماری ہے۔ وہ روحانی بیماریاں جن سے یہاں کی فضاء آلودہ ہے اتنی خطرناک ہیں اور اس طرح دوسرے ملکوں میں برس رہی ہیں کہ دور دور تک ہلاکت کا پیغام پہنچا رہی ہیں جس طرح بظاہر بارشیں زندگی کی خاطر آیا کرتی ہیں لیکن ان میں اگر تیزاب شامل ہو جائے تو وہ موت کا پیغام بن کر پانی برسا کرتا ہے۔ اسی طرح بظاہر علم اور فیض کے دوسرے ناموں پر امریکن اثرات دوسرے ملکوں میں پہنچ رہے ہوتے ہیں لیکن دراصل چونکہ ایک بے خدا تہذیب ہے اور کئی قسم کی برائیوں سے بھیگ چکی ہے پوری طرح، بوجھل ہو چکی ہے۔ اس لئے جب یہ برستی ہے تو اس کے ساتھ زہر برستا ہے۔ سو قسم کی بدیاں برستی ہیں اور بہت دور دور تک وہ قومیں بھی ان برائیوں سے متاثر ہو رہی ہیں جو بڑی بڑی قومیں اور آزاد قومیں ہیں اور وہ قومیں بھی جو غریب قومیں اور پسماندہ قومیں ہیں۔ تو اس ملک میں رہتے ہوئے آپ کی حفاظت کیسے ہوسکتی ہے؟ یہ خیال کر لینا کہ ایک مربی مقرر کر دیا جائے جو آپ کے بچوں کو ظاہری تعلیم دے دے بچگانہ خیال ہے۔ جن بچوں کو چاروں طرف سے گندہ ماحول اور زہریلا ماحول ہر وقت اپنی طرف کھینچ رہا ہے، جن بچیوں پر گلی کے ہر قدم پر ابتلاء آتا ہے، جہاں گندگی ہے، جہاں ننگا پن ہے،

جہاں ٹیلی ویژن ہر قسم کی گندگی پھیلا رہی ہے دنیا میں، جہاں رقص و سرود اور گانوں میں اپنے ہوش وحواس ڈبو دینے کے سوا لذت کا اور تصور باقی نہیں رہا۔ اگر ہے تو وہ اس سے زیادہ بھیانک جرائم میں ہے، ڈرگز میں ہے، معصوم بچوں کی عزتیں لوٹنے میں ہیں، قتل و غارت میں ہے۔ ہر قسم کے جرائم اس سوسائٹی میں نشوونما پا رہے ہیں اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے لئے مربی مہیا ہو جائے یا سکول کی کلاسز لگ جائیں تو آپ بچ جائیں گے تو یہ غلط خیال ہے۔ وہ اپنی جگہ ضروری ہے جب بھی توفیق ہو جماعت کو ایسا کرنا چاہئے۔ **ایک علاج ہے وہی علاج ہے جو علاج حضرت محمد مصطفی ﷺ کے وجود کی صورت میں ہم نے کارفرما ہوتے دیکھ لیا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے منظر میں وہ رسول اس دنیا میں آیا اور جس گندگی میں قدم رکھا اُس گندگی کو پاک کرتا چلا گیا۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ لوگ گوبر کی طرح تھے۔ تیری قوت قدسیہ سے یہ گوبر پاکیزہ سونے کی ڈلیوں میں ڈھل گیا اور ہر گند ان کا ہر حسن میں تبدیل ہونے لگا۔

پس بجائے اس کے کہ آپ خوفزدہ ہوں اس سوسائٹی سے اور آپ کو یہ خطرہ ہو کہ یہ سوسائٹی آپ کے اندر نفوذ پا جائے اگر آپ باخدا بن جائیں تو آپ کا فیض اس سوسائٹی کو بچانے لگے گا۔ آپ کے اردگرد جزیرے بننے شروع ہو جائیں گے۔ ایسے جزیرے بنیں گے جو خدا کی محبت اور پیار اور اس کے ذکر کے جزیرے ہوں گے جہاں شیطان کو دخل کی اجازت نہیں ہوگی۔ پس اس ملک میں زندہ رہنا ہے تو بنی نوع انسان کے فوائد کے ساتھ زندہ رہیں گے ورنہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ باقی سب جھوٹی باتیں ہیں حکمتوں کا سرچشمہ قرآن کریم ہے اور قرآن کریم نے ہمیں یہ راز سمجھایا ہے اور بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کا سب سے بڑا طریق خود باخدا ہونا ہے اور خدا کی محبت کو دلوں میں جاگزین کرنا ہے اور خدا کی محبت کے کرشمے دکھانے ہیں یہاں تک کہ باہر کے لوگ اُس خدا کو دیکھنے لگ جائیں جو آپ کے وجود کے اندر بستا ہے اور وہ خدا اپنے کرشموں کے ذریعے دکھائی دیا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں

ع قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

(درثمین صفحہ:۱۵۸)

کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت سے اپنی ذات کے ثبوت دیتا ہے۔ پس وہ لوگ جو سچ مچ خدا کے ہوں خدا کی قدرت کے نشان بن جایا کرتے ہیں، خدا کی قدرت کے مظہر بن جایا کرتے ہیں اور ہو نہیں سکتا کہ خدا کی محبت ان کی ذات میں اس طرح چھپ جائے کہ دنیا کو دکھائی نہ دے سکے اور یہ فیض میں نے دیکھا ہے کہ افریقہ کے جنگلوں میں بھی لوگوں کو پہنچ رہا ہے اور سب سے بڑا ذریعہ احمدیت کی تبلیغ کا یہی فیض ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کا اور اس قبولیت دعا کا فیض ہے۔ بعض دفعہ خدا تعالیٰ عجیب عجیب سامان خود مہیا فرما دیتا ہے۔ میں آج بعض دوستوں سے ذکر کر رہا تھا، آج یا کل کی بات ہے کہ افریقہ میں تبلیغ کے معاملے میں سب سے زیادہ مؤثر چیز مقبول دعائیں ہیں۔ چنانچہ ایک مثال میں نے ان کو دی۔ ایک دفعہ ایک ایسے چیف نے مجھے دعا کے لئے خط لکھا جو پیرا ماؤنٹ چیف بننا چاہتے تھے اور وہ مسلمان نہیں تھے، احمدی نہیں تھے کوئی بھی تعلق نہیں تھا اُن سے ہمارے، پتا نہیں پیگن تھے یا عیسائی تھے یا جو بھی تھے۔ انہوں نے کہا میں نے سُنا ہے کہ آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں لیکن میرا معاملہ یہ ہے کہ میں معمولی چیف ہوں اور پیرا ماؤنٹ چیف بننا چاہتا ہوں جبکہ میرے مقابل پر مجھ سے بہت طاقتور موجود ہیں اور میرا پیرا ماؤنٹ بننے کا کوئی چانس نہیں ہے۔ عقلی لحاظ سے، دنیا کے لحاظ سے اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود میرے دل میں یقین ہے کہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ دعا قبول ہوتی ہے یہ سچی بات ہے اور میں احمدی یا مسلمان نہیں ہوں لیکن میرے دل میں یہ بھی یقین ہے کہ آپ سچے لوگ ہیں اس لئے آپ میرے لئے دُعا کریں۔ اس کا لکھنے کا انداز، اس کی سادگی بہت ہی مجھے پیاری لگی۔ میرے دل پہ اتنا گہرا اثر ہوا کہ دعاؤں کا چونکہ اثر سے تعلق ہے اس لئے بڑی شدت سے اس کے لئے دعا نکلی اور ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ مجھے یقین تھا کہ یہ دعا ضرور مقبول ہوئی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو لکھ دیا حالانکہ مجھے کوئی الہام نہیں، کوئی خواب نہیں، کوئی اور واضح اشارہ ایسا نہیں تھا مگر دل یقین سے بھر گیا تھا اس لئے میں نے توکل کرتے ہوئے اس کو لکھ دیا کہ آپ مطمئن رہیں آپ خدا کے فضل سے ضرور پیرا ماؤنٹ چیف ہوں گے۔ وہ خط اس نے سنبھال لیا اور جب الیکشن ہوا تو اس کا نمبر تیسرا تھا۔ یعنی پیرا ماؤنٹ چیف تو بننا درکنار جو پیرا ماؤنٹ چیف بن رہا تھا اس کے بعد نمبر دو جو تھا اس سے بھی پیچھے ووٹ تھے لیکن کوئی اس کو حادثہ پیش آیا یا کیا بات ہوئی کہ مجبور ہو گئی حکومت دوبارہ الیکشن کروانے پر اور جو اوّل

آ رہا تھا وہ میدان سے نکل گیا۔ جب دوبارہ الیکشن ہوا تو پھر بھی ووٹ برابر برابر ہو گئے اور ٹائی پڑ گئی لیکن یہ پہلا واقعہ دیکھنے کے بعد اس کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ خط دکھاتا پھرتا تھا سب کو کہ مجھے خط آ گیا ہے میں نے جیتنا ہی جیتنا ہے۔ اس وقت اس حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک نمائندہ مقرر کیا جائے جس کو یہ اختیار دیا کہ میرٹ کی بات نہیں ہے تم جاؤ جس پہ تمہارا دل مطمئن ہو اس کو بنا دو۔ جھگڑا ختم اور پریذیڈنٹ سے یہ اختیار لے کر وہ آدمی وہاں پہنچا اور اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ شخص احمدی تھا۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ پریذیڈنٹ نے اس موقع پر چنا بھی تو ایک احمدی کو چنا اور اس نے جب خط دیکھا تو فیصلہ ہو چکا تھا۔ اب یہ خدا کی تقدیر ہے، یہ شروع سے آخر تک یہ سارا سلسلہ اس قسم کا ہے کہ دیکھنے والے کو نظر آتا ہے کہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہو رہا، کوئی اتفاقات کی بات نہیں ہے بلکہ خدا کی تقدیر چل رہی ہے۔ چنانچہ نہ صرف یہ کہ وہ خود احمدی ہوئے بلکہ اس علاقے میں اس کا اتنا اثر ہوا کہ اس علاقے میں پھر دعوتیں دی گئیں ہمیں کہ آپ اپنے مبلغین بھیجیں اور پیراماؤنٹ چیفس نے ایک نہیں بلکہ دو تین اوروں نے بھی دعوتیں دیں اور پھر شکوے کئے کہ پہلے ہمارے پاس کیوں نہیں آدمی بھیجے؟ اور ایک علاقے میں یا وہ ان کا اپنا علاقہ تھا یا ان کے ساتھ کا مجھے یقینی طور پر یاد نہیں لیکن اسی کے نتیجے میں جو پھل ملے ہیں ان میں سے ایک پھل تھا۔ ایک علاقے میں جب وہ ہمارے مبلغین کی ٹیمیں پہنچی ہیں تو ایک کے بعد دوسری دفعہ یہ مہمات چلیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایک ہفتے میں ایک دفعہ آٹھ ہزار، دوسرے ہفتے دوسری دفعہ سات ہزار کچھ یعنی پندرہ ہزار سے زائد بیعتیں اس علاقے میں ہو گئیں اور مبلغین یہ کہتے ہیں کہ ہماری اپنی کمزوری یا ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں، ہم تعداد میں بھی تھوڑے ہیں، دوسرے علاقوں میں بھی جانا ہے ورنہ سارا علاقہ تیار بیٹھا ہے۔ صرف ہم یہ انتظار کرتے ہیں کہ جائیں، اُن کو سمجھائیں، ان کے علماء سے باتیں کریں اور وہ مطمئن ہو جائیں تو ایک دعا اور وہ بھی ایسی جو لکھنے والے کی وجہ سے خاص رنگ پکڑ گئی ہو اور اس کے نتیجے میں خدا نے اتنے پھل دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ایسے کرشمے روز افریقہ میں دکھائی دیتے ہیں جہاں دعاؤں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کثرت سے جماعت کو پھیلا رہا ہے۔

جب میں جہاز میں آ رہا تھا تو ایک دوست کینیڈین تھے اُن کو اس بات میں دلچسپی پیدا ہوئی انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہے ہم عیسائی اتنی دولت خرچ کر رہے ہیں دوسری بڑی بڑی

قومیں ہیں، مسلمان حکومتیں ہیں اس کے باوجود آپ کو کامیابی ہو رہی ہے ہمیں نہیں ہو رہی؟ تو میں نے کہا جو چیز ہمارے پاس ہے وہ تمہارے پاس نہیں ہے۔ کیا کیا جائے اب؟ مذہب کی اصل دولت، مذہب کی روح اور مذہب کی جان تو خدا ہوا کرتا ہے اگر کسی کے پاس خدا ہو تو اس نے کامیاب ہونا ہی ہونا ہے۔ کوئی طاقت دنیا کی اس کو روک نہیں سکتی اور جس کے پاس نہیں ہے وہ ظاہری ذرائع سے دنیا کے اپنی دولتوں اور دنیاوی قوتوں کے ذریعے بظاہر کامیابیاں حاصل کرتا ہے لیکن جو کچھ پیدا کرتا ہے وہ خدا والے لوگ نہیں ہوا کرتے بلکہ محض ایک جمعیت ہوتی ہے ایک بے جان جمعیت ہوا کرتی ہے۔ آپ بے شک جائزہ لے کر دیکھ لیں ایسی تحریکات جن کے نتیجے میں تعداد بڑھ رہی ہوتی ہے محض تعداد بڑھتی ہے خدا تعالیٰ کی محبت کے اثر نہیں پھیلتے۔ پس یہاں آپ نے یہ کر کے دکھانا ہے۔ آپ کی بقاء کے لئے ضروری ہے، امریکہ کی بقاء کے لئے ضروری ہے کہ اس ملک میں جو لوگ احمدی بستے ہیں ان پر اس ملک کی وفا ضروری ہے اور اس وطن سے محبت ان کے ایمان کا حصہ بنائی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اور اس محبت کا اس وفا کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے زیادہ قیمتی چیز جو آپ کے پاس ہے وہ ان کو دیں اور وہ دینے سے پہلے آپ کے پاس ہونی چاہئے۔ پس اس پر اگر آپ غور کریں اور سنجیدگی کے ساتھ کام شروع کر دیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دوسرے سارے کام، ساری کوششیں اس ایک کوشش کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ وہ معمولی اور ادنیٰ باتیں آپ کو دکھائی دیں گی اور باقی سب کوششوں میں محنت کرنی پڑتی ہے بہت۔ باقی سب کوششوں میں وقت بہت زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے، روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے، توجہ دینی پڑتی ہے، جسمانی تکلیفیں اُٹھانی پڑتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے کم سے کم آغاز میں کسی محنت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یعنی عبادت بھی بعد میں پیدا ہوتی ہے پہلے محبت پیدا ہوتی ہے۔ خدا سے پیار بڑھائیں، اللہ سے تعلق پیدا کریں، اس سے دعائیں مانگیں اور عاجزانہ بے تکلفی کے ساتھ خود مانگیں اپنے بچوں کو سکھائیں کہ دیکھو ان باتوں میں اپنے اللہ کی طرف توجہ کیا کرو۔ پھر جب آپ خدا کے پیار کے نمونے دیکھیں گے تو بعد میں جو مشقتیں کرنی پڑیں گی ان کی طاقت خدا دے گا۔ اس لئے مسلسل یہ رستہ آسان رہتا ہے اور مسلسل دیکھنے والوں کو یہ مشکل دکھائی دیتا ہے۔ جو راہ سلوک پر چلا کرتے ہیں ان کے لئے ہر قدم اگلے قدم کو آسان کر دیا کرتا ہے اور دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ بڑی مصیبت ہے، بڑی

مشکل راہوں پہ قدم مارے جارہے ہیں۔ پس آسان ترین راہ اللہ کی محبت کی راہ ہے جو مشکل راہوں کو بھی آسان بنادیا کرتی ہے اور اسی میں آپ کی بقاء کا راز ہے۔ اسی نصیحت کے ساتھ میں خطبے کو ختم کرتا ہوں کہ آپ میں سے ہر وہ شخص جو اس بات کو سُن رہا ہے خواہ وہ مقامی ہے یا بیرونی وہ اپنے دل کو اس نقطہ نگاہ سے ٹٹولے اور خدا کی محبت کے لئے آج ہی سے کوشش شروع کردے اور اس کے لئے کسی تصنع کی ضرورت کیا؟ تصنع حرام ہے اس چیز میں۔ یہ وہ کوشش ہے جو بے تکلفی سے پیدا ہوگی، جو **سیدھی سادھی بات کرنے سے کہ اے اللہ! مجھے تجھ سے پیار ہوگیا یا میں کرنا چاہتا ہوں میری مدد فرما اور میں تیری خاطر رہنا چاہتا ہوں اور میں تیری خاطر اپنی اولاد کی تربیت کرنا چاہتا ہوں تو میری مدد فرما۔** اتنی سی بات کرنے میں بھلا کون سی تکلیف ہے؟ بلکہ لذّت ہے۔ یہ بات کرتے کرتے آپ تجربہ کریں گے کہ آپ کے دل میں ایک عظمت پیدا ہو چکی ہوگی۔ یہ دعا کرنے کے ساتھ ہی اس کی قبولیت کا نشان اپنے اندر جذباتی تحریک کی صورت میں دیکھیں گے۔

پس اس راہ پر آپ قائم ہو جائیں اللہ آپ کے ساتھ ہو ہمیشہ آپ میں خدا والے لوگ پیدا ہوں اور کثرت سے پیدا ہوں اور اگر امریکہ کی وہ جماعت جو آج موجود ہے یہ خدا والی بن جائے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سارے امریکہ کی تقدیر بدل کے رکھ سکتی ہے۔ وہ کام جو آپ کو دور کا کام دکھائی دیتا ہے یا ناممکن دکھائی دیتا ہے وہ ضرور ہو کے رہے گا کیونکہ خدا جن کے ساتھ ہو جائے ان پر کوئی دنیا کی قوم غالب نہیں آیا کرتی اور خدا جن کے ساتھ ہو جائے وہ لازماً دنیا کی ہر قوم پر غالب آجایا کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

After Juma I will say the Asar Prayer as well as you already know. Those who are on journey they will say two Rakats of Asar like I will do and say Asalam-o-Alekum with me. Those who are the local people without saying Asalam-o-Alekum they will standup and complete the four Rakats of Asar.